روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
خطبہ نمبر 17
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد 46-81 نمبر 219 | جمعرات 12 جمادی الاول - 1417ھ 26 تبوک 1375ھش 26 ستمبر 1996ء

ہماری جماعت کو چاہئے کہ بدیوں سے بچے اور نیکیاں بجالائے

نرا بدیوں سے بچنا کوئی کمال نہیں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ اس پر بس نہ کرے۔ نہیں بلکہ انہیں دونوں کمال حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے جس کے لئے مجاہدہ اور دعا سے کام لیں یعنی بدیوں سے بچیں اور نیکیاں کریں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ خدا کو سادہ نہ سمجھ لے کہ وہ مکرو فریب میں آجائے گا جو شخص سفلہ طبع ہو کر خدا تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتا اور نیکی اور راستبازی کی چادر کے نیچے فریب کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ اسے اور بھی رسوا کرے گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صفاتِ باری تعالیٰ ہی کے ایک حسین اجتماع کا نام نُور ہے

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ 24 نومبر 1995ء بمطابق 24 نبوت 1374 ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا (-)

نور کے تعلق میں جو خطبات کا سلسلہ شروع ہے یہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ میں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی تحریرات کے حوالے سے بعض تشریحات آپ کے سامنے رکھ رہا تھا لیکن اس مضمون کو شروع کرنے سے پہلے جماعت احمدیہ سنگاپور کی درخواست کے پیش نظر یہ اعلان کر رہا ہوں کہ ان کا آٹھواں سالانہ جلسہ آج شروع ہو رہا ہے اور تین دن رہ کر 26 نومبر کو اختتام پذیر ہوگا۔ صدر صاحب جماعت سنگاپور عبدالعظیم صاحب بولیا نے سب کو (سلام) کے تحفے کے بعد یہ درخواست کی ہے کہ ان کو اس جلسے کی کامیابی کے لحاظ سے بھی اور ویسے بھی جماعت سنگاپور کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) (-) فرماتے ہیں:-

"عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔ مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ جس قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو اور خلق کے لفظ سے (کلام الٰہی) اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف، ملائمت (جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے۔"

یہ عبارت ایک مضمون سے دوسرے مضمون میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ اس لئے میں اس کو کھول دوں کہ کیا بحث ہو رہی ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کس پہلو پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کے نور ہونے کی تشریح فرماتے ہوئے یہ بتایا کہ آپؐ کے اخلاق حسنہ بھی نور تھے اور ایسا کامل نور تھے کہ وحی الٰہی کے شعلے کے نزول سے پہلے بھی وہ اخلاق حسنہ فی ذاتہ بھڑک اٹھنے اور روشن ہونے پر تیار بیٹھے تھے اور اخلاق کو نور کہنا کن معنوں میں ہے؟ اس کی تشریح حضرت (بانی سلسلہ) دوسری جگہ خدا تعالیٰ کی صفات کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ وہ ذات ہے جس کی طرف تمام صفات لوٹائی جاتی ہیں۔ ایک ہی یہ اسم ذاتی ہے جس کے اردگرد تمام صفات بلا استثناء گھومتی ہیں اور اسی سے حوالہ پاتی ہیں۔

پس وہ تمام روشنی کی قسمیں جو مختلف نوع ہیں جب اکٹھی ہو جائیں تو وہ جو روشنی کی ایک اجتماعی شکل ظاہر ہوتی ہے اس کو نور کہا جاتا ہے۔ پس صفات باری تعالیٰ ہی کے ایک حسین اجتماع کا نام نور ہے۔ وہی صفات ایسی ہیں جنہوں نے بندوں پر بھی پرتو فرمایا اور انسانوں کو بھی کچھ ایسی صفات عطا ہوئیں جو ذات باری تعالیٰ میں موجود تھیں ورنہ از خود انسان میں کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ صفات جب اپنی پوری شان سے جلوہ گر ہوئی ہیں اور ایک ذات میں سب نے اجتماع کر لیا ہے تو وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود ہے جس میں یہ تمام صفات اکٹھی ہوئیں اور پھر اپنے درجہ کمال کو پہنچ گئیں، یہ نور ہے۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ خلط مبحث ہو گیا ہے بات کچھ شروع ہوئی تھی اب کہیں اور جا پہنچی ہے۔ نور ہی کو سمجھانے کے لئے یہ باتیں بتائی جا رہی ہیں۔ نور کا اس ظاہری آنکھ سے بھی ایک تعلق ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جو چیز چمکتی ہوئی دکھائی دے وہی نور ہے۔ حالانکہ جو چمکنے والی لہریں ہیں، جو نور کہلاتی ہیں ان کی نوعیت بھی ایسی ہے کہ ان کا اکثر حصہ آنکھ سے دکھائی دے ہی نہیں سکتا۔ وہ بہت زیادہ ہے جو دکھائی نہیں دیتا۔ جو دکھائی دیتا ہے وہ اس نوع میں سے بھی بہت کم ہے۔

پس آنکھ سے نور کا تعلق ایک سرسری تعلق ہے یا یوں کہنا چاہئے سرسری نہیں تو محدود ہے اور نور اس کے علاوہ ایسا بھی ہے جو چمکتا دکھائی نہیں دیتا۔ پس نور نظر جس سے باہر کا نور دکھائی دیتا ہے وہ بھی کسی کو چمکتا دکھائی نہیں دیتا۔ بعض دفعہ زندہ انسانوں کی کھوپریاں بھی اتار دی جاتی ہیں اور دماغ اسی طرح کام کرتا ہے ہوا نظر آتا ہے اور کہیں کوئی چمک دکھائی نہیں دیتی۔ تو نور کا جو چمک کے ساتھ تعلق ہم نے باندھ رکھا ہے یہ اپنے محدود تجربے کی وجہ سے ہے ورنہ نور کا چمک سے براہ راست کوئی لازمی تعلق نہیں ہے۔ اگر ہے تو ہم اسے نہیں سمجھ سکتے۔ ہماری آنکھوں کو وہ صلاحیت عطا نہیں ہوئی کہ نور کی ہر قسم کو چمکتا ہوا دیکھ لیں۔ پس اکثر نور ہماری نظر سے اوجھل رہنے والے نور ہیں۔ لیکن جب ان کو دوسرے مضامین میں ڈھال کر دیکھیں تو عقل کا نور ان کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔ یہی ہے جو حضرت (بانی سلسلہ) نے ہمارے لئے آسان کر کے بیان فرما دیا۔ یعنی نور کی وہ تشریحات بیان فرمائیں جن کو عقل کا اجتماعی نور دیکھتا اور پہچانتا ہے اور اس کی چمک دمک کو محسوس کرتا ہے۔ اگرچہ ظاہری آنکھ کا وسیلہ بیچ میں کوئی نہیں ہے ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھا جا رہا اور وہ صفات کا نور ہے۔

پس صفات کے نور کو نور کہنے کے لئے بنیادی دلیل کیا ہے؟ وہ یہ قائم فرمائی ہے کہ (-) اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اور اللہ کیا ہے؟ اللہ صفات حسنہ کے مجموعے کا نام ہے۔ وہ صفات حسنہ باری تعالیٰ جو دائمی ہیں اور جن کے اجتماع سے خدا بنتا ہے، ان میں سے ایک بھی نہ زائل کی جاسکتی ہے، نہ باطل کی جا سکتی ہے، نہ وقتی طور پر ہٹائی جاسکتی ہے، نہ اس میں کوئی کمی کی جاسکتی ہے اور زیادتی کی گنجائش ہی کوئی نہیں کہ وہ پہلے ہی درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ تو یہ اگر نور ہے تو انسانوں نے نور بننا ہو تو کیسے بنیں۔ اگر یہ نور ہے تو پھر اس نور کو اپنانے کے لئے انسانوں کو بھی تو کوئی راہ دکھائی گئی ہوگی۔

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرماتے ہیں (-) وہ محمد رسول اللہ کی راہ ہے جو دکھائی گئی ہے۔ آپ کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ پس محض نور نور کہہ کو یہ نہ سمجھو کہ تمہارے دل یہ بار بار کہنے سے ہی روشن ہو جائیں گے۔ سمجھو تو سہی کہ کیا کہہ رہے ہو اور دیکھو کہ یہ نور تمہارے اندر آ بھی سکتا ہے کہ نہیں۔ آسکتا ہے تو کیسے؟ اگر تمہاری استطاعت میں نہیں تھا تو خدا یہ کیوں کہتا کہ یہ وسیلہ بنا دیا گیا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کی استطاعت میں ہے کہ وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے نور سے روشن ہو جو اول طور پر اللہ کا نور ہے اور آپؐ کی ذات میں اس حد تک جلوہ گر ہوا ہے جس حد تک انسان میں یہ صلاحیت ہے کہ خدا کے نور کو اپنی ذات میں سمو سکے اور اس کا جلوہ انسان کی صفات میں ظاہر ہو۔ (-)

اور یہ عظیم کی بحث یوں چلی ہے کہ (کلام الٰہی) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) کہ اے محمدؐ تو خلق عظیم پر واقع ہے، ﷺ حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں کہ عظیم لفظ کیا ہے پہلے اس کو تو سمجھو۔ عظیم خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے استعمال ہوا ہے۔ درختوں کو بھی عظیم کہہ دیا جاتا ہے، دریاؤں کو بھی عظیم کہہ دیا جاتا ہے۔ پس عظیم، پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ تقابلی لفظ نہیں ہے جیسے ہم اکبر کہہ دیتے ہیں۔ اکبر کا مطلب ہے سب سے بڑا، عظیم میں کوئی مقابلہ ذہن میں نہیں آتا مگر اس کی ذات میں بے حد بڑا ہونا شامل ہے۔ اس تعریف کو حضرت (بانی سلسلہ) کھول رہے ہیں کہ جب کہا گیا کہ (تو خلق عظیم پر واقع ہے) تو آنحضرت ﷺ کے اخلاق سے متعلق ہم کیا تصور باندھیں، کیا تھے؟ فرماتے ہیں کہ "عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو" اب دیکھ لیں اپنا نوعی کمال کہہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت 2 روپے 50 پیسے

کے کئی جھگڑے نپٹا دیئے۔ خدا بھی عظیم' درخت بھی عظیم' بندہ بھی عظیم' پہاڑ بھی عظیم۔ فرمایا لفظ عظیم میں تو تقابل ہے ہی نہیں۔ اپنا ذاتی کمال اس حد تک پہنچ جائے کہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا۔ تو ہر چیز جو ایک خاص حالت پر تخلیق ہے اس کے اندر اس کی صلاحیتیں اس طرح تخلیق کی گئی ہیں کہ ان کی حدیں بھی معین کر دی گئی ہیں۔ وہ (۔) شاکلہ کے تابع بیان فرمایا گیا ہے کہ ہر چیز کی ایک شاکلہ بنا دی گئی ہے۔ اس شاکلہ کے اندر رہتے ہوئے وہ عمل کر سکتا ہے اس سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔ پس ہر چیز کو جب ہم عظیم کہتے ہیں تو اس کی شاکلہ کے تعلق میں کہتے ہیں' اس کے اس حدود اربعہ کے تعلق میں کہتے ہیں جو حدود اربعہ خدا تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرما دیا ہے۔ اور ایک ہی ذات ہے جس کا کوئی حدود اربعہ نہیں ہے۔ پس وہاں عظیم لا انتہا' غیر متناہی جس کی کوئی حد نہیں ہے' کوئی بس نہیں۔ اور انسانوں پر یا دوسری مخلوقات پر یہ لفظ جب صادق آئے گا تو ان میں جتنا بھی بڑے ہونے کی طاقت موجود ہے یا صلاحیت عطا کی گئی ہے اس حد تک کوئی پہنچ جائے تو اسے کہتے ہیں عظیم ہے۔ اور وہ حد بسا اوقات ایسی ہوتی ہے کہ عام آدمی اپنے نظر سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ پہاڑ بھی عظیم کہلاتے ہیں مگر ایک ملک کا پہاڑ بھی عظیم کہلاتا ہے۔ ایک دوسرے ملک کا بھی پہاڑ عظیم کہلاتا ہے۔ اور ہم جب پہاڑ کے دامن میں جا کر اس کی عظمت کا نظارہ کرتے ہیں تو بیک وقت اس سارے پہاڑ کی عظمت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ پس عظمت میں جو نسبتاً ادنیٰ درجہ کے دیکھنے والے ہیں احاطے کا امکان نہیں ہوتا' ممکن ہی نہیں ہوتا ادنیٰ درجے سے دیکھنے والوں کے لئے کہ وہ اس کا احاطہ کر سکیں۔

پس آنحضرت ﷺ چونکہ نوع انسانی میں اس درجہ کمال پر واقع ہوئے ہیں جہاں نوع انسانی کی آخری حد تھی اس لئے آپ کے حوالے سے عظیم کا مطلب حضرت (بانی سلسلہ) یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ اخلاق جس حد تک بھی انسان کی شاکلہ میں ڈھل کر وسیع ہو سکتے تھے اور روشن ہو سکتے تھے۔ وہ سارے آپ کی ذات میں روشن ہو گئے اور اس کا احاطہ بندہ کر نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ جو ادنیٰ حالت پر واقع ہے وہ اس عظمت کو اپنے ادراک کے دائرے میں لا نہیں سکتا۔ اس لئے اللہ ہی تھا جو گواہی دے سکتا تھا اور اللہ ہی ہے جس نے گواہی دی ہے اور یہ گواہی کسی اور کے لئے نہیں دی گئی۔

پس یہ وہ نور ہے جس کو سمجھنا ہے اور پھر نور کی تعریف کرنی ہے تو نور مانگنا بھی تو ہے' نور اپنانا بھی تو ہوگا۔ اور ہر نور کے اپنانے کے لئے کتنے لمبے فاصلے طے کرنے ہیں' کتنی محنتیں اور مشقتیں کرنی ہیں' پھر نور کمایا جائے گا۔ ورنہ فطرت میں موجود رہنے کے باوجود جب تک دوسرے نور سے جو باہر سے آکر فطری نور پر پڑتا ہے تعلق قائم نہ ہو جائے اس وقت تک اندر کا نور بھی اندھا ہی رہتا ہے۔ چنانچہ آنکھ کے اندھے نہ بھی ہوں اگر روشنی سے محروم ہوں تو آنکھ کے اندھوں کی طرح ہی ہوتے ہیں روشنی کے بغیر ان کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ (۔) (آنحضرت ﷺ) نور ہی نور ہیں مگر کن معنوں میں نور ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطہ ادراک سے باہر ہو اور خلق کے لفظ سے (کلام الٰہی) اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف' ملائمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے۔"

اب ایک ایک فقرہ بھی سمجھانے کے بغیر عام قاری کو' سننے والے کو سمجھ نہیں آسکے گا اس لئے کہ ایک تو جتنا مضمون مشکل ہو اتنی زبان بھی ساتھ مشکل ہوتی چلی جاتی ہے اس کے مناسب حال زبان استعمال کرنی پڑتی ہے۔ اور اردو کا عام معیار ایسا نہیں ہے کہ علمی اصطلاحوں کو یا گہرے مشکل الفاظ کو جو زیادہ علم سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں ان کو آسانی سے سمجھ سکے۔ پس اس لئے آہستہ روی بھی ضروری ہے صرف تازہ روی نہیں۔ حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں "دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روی" اب تازہ روی سے کیا مراد ہے۔ ایک انسان کسی انسان سے ملتا ہے تو اسے تازگی کا احساس ہوتا ہے اور ایک انسان سے ملتا ہے تو بوسیدگی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے چہرے پر ہی پژمردگی سی آئی ہوتی ہے اور اس کو مل کر طبیعت میں بشاشت نہیں پیدا ہوتی۔ پھر تازگی جیسے پھولوں کی تازگی' جیسے بہار کی تازگی ہے جو ہر نباتات پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تازگی بھی نسبتاً کم اور نسبتاً زیادہ ہوا کرتی ہے۔ موسم بہار کی تازگی ہر چیز کو سمیٹ لیتی ہے۔ پس آپ کی چال ڈھال' آپ کی ہر حرکت اور ہر سکون میں بھی لیکن لفظ روش کا استعمال ہوا ہے اس لئے یوں کہنا چاہئے آنحضرت ﷺ کے اخلاق جو آپ کے چہرے اور بشرے سے ظاہر و باہر تھے جو ہر وقت متحرک دکھائی دیتے تھے ان میں تازگی پائی جاتی تھی' کوئی تھکن نہیں تھی' کوئی بوجھ نہیں تھا۔ نہ اپنی ذات میں محسوس فرماتے تھے نہ ملنے والے کو کچھ محسوس ہوتا تھا۔ تو یہ تعریف تو عمومی فرما رہے ہیں لیکن حوالہ چونکہ آنحضرت ﷺ کا ہے اس لئے ظاہر کہ یہ تمام صفات (۔) رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ثابت تھیں۔

"اور حسن اختلاط" ملنے جلنے کا بھی ایک انداز ہوا کرتا ہے۔ بھونڈا پن بھی اس میں ہوتا ہے کہیں توازن کھو دیتا ہے تو حد سے زیادہ بے تکلفی۔ کہیں توازن کھو دیتا ہے تو بہت ہی دوری اور اجنبیت۔ یہ ساری چیزیں اختلاط کے حسن کے مخالف ہیں۔ اختلاط کا حسن یہ ہے کہ ملنا' اس طرح ملنا کہ اپنی ذات کو الگ قائم رکھتے ہوئے بھی' اپنی ذات کو دوسرے کی ذات میں گھلا ملا دینا مگر اس طرح کہ وقار قائم رہے اور یہ جو ملنا جلنا ہے اس میں گھٹیا پن نہ دکھائی دے۔ اور اختلاط ایسا نہ ہو کہ جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کر جائے۔ وہاں تک چلے جہاں تک اجازت ہے۔ وہاں ٹھہر جائے جہاں آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو اختلاط بھی ایک خلق کا نام ہے اور اس کو بھی اس میں داخل فرمایا ہے کہ کتب حکمیہ میں فرماتے ہیں جو حکمت کی کتب ہیں ان میں لکھا ہے اخلاق یہ ہوتے ہیں۔ خلق اس کو کہتے ہیں کہ تازہ روی ہو حسن اختلاط ہو "نرمی و تلطف' ملائمت" یعنی نرمی اور لطف کا سلوک کرنا اور ملائمت کہ ذات کھردری محسوس نہ ہو۔ "(جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے۔ بلکہ خَلق بفتح خا اور خُلق بضم خاء دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں۔"

"(جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے" یہ مطلب بنے گا کہ (کلام الٰہی) میں جو یہ باتیں بیان ہوئی ہیں اس کا جو مفہوم عوام الناس لیتے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ بات درست ہے قطعی طور پر' اگر (کلام الٰہی) نے بیان کی ہے تو اس کے غیر درست ہونے کا تصور ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ پھر اس بریکٹ کا یہ مطلب بنا کہ اس کا جو معنی عامۃ الناس سمجھتے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ میں اب تفصیل سے بتاتا ہوں کہ وہ معنی کیا ہے۔ اس مضمون میں داخل ہوتے ہوئے آپ نے خَلق اور خُلق دو الفاظ کو الگ الگ پیش کر کے ان کے معانی کو ہمیں سمجھا دیا اور فرمایا کہ جب خَلق کہا جاتا ہے تو یہ مطلب ہوتا ہے' خُلق کہا جائے تو یہ مطلب ہوتا ہے۔ اور جو تعریف (حضرت بانی سلسلہ) فرما رہے ہیں خلق کی یہ جو پہلی تعریف تھی اس معانی کے مطابق ہوگی نہ کہ عامۃ الناس کی سوچ کے مطابق' اب یہ مضمون کچھ مشکل ہو جاتا ہے لیکن لازم ہے کہ اسے سمجھا جائے۔ ہر بندے کا نہ صرف یہ حق ہے بلکہ فرض ہے کہ اس مضمون کو سمجھے کیونکہ اس کا نور سے اتصال ہونا اس کے فرائض دینیہ میں داخل فرما دیا گیا ہے' اس کی پیدائش کی غرض و غایت میں داخل فرما دیا گیا ہے۔ اس لئے وقت خواہ زیادہ ہی ہو آپ کو لازماً یہ بات سمجھانی ہو گی۔ آنحضرت ﷺ کو وسیلہ کہہ کر' وسیلہ مان کر' وسیلہ یقین کرتے ہوئے ہم وہیں کھڑے رہ جائیں تو آپ وسیلہ نہیں بن سکتے۔ وہ وسیلہ کس صراط مستقیم کا نام ہے۔ اس میں کتنی راہیں چل رہی ہیں۔ بعض چھوٹی راہیں صراط ہوتی ہیں جن میں دو Lanes چلتی ہیں بعض میں تین Lanes کی سڑک بن جاتی ہے۔ بعض دو رویہ ہو جاتی ہیں۔ چھ چھ سات سات Lanes کی دو رویہ سڑکیں بھی دوڑتی ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ کی جو صراط مستقیم ہے اس میں وہ ساری سڑکیں ہیں (۔) اور ہر سڑک پر قدم رکھنے کے لئے ہر سڑک پر رسول اللہؐ کے قدموں کی پیروی کے لئے ایک مناسب صفت ہمیں عطا ہوئی ہے۔ اس لئے پورا قافلہ ہے جو آگے بڑھے گا۔ تمام انسانی صفات وہی ہیں جو آنحضرت ﷺ کو عطا ہوئی تھیں صرف درجہ کمال کا فرق ہے۔ اور ان صفات کو جس درجے پر بھی وہ واقع ہیں روشن کرنے کے لئے بے حد گنجائش موجود ہے۔ کیونکہ بہت سی ایسی صفات ہیں جو ہمارے اندر موجود ہیں جن کی ہم نے کبھی پرورش ہی نہیں کی۔ عدم استعمال کی وجہ سے مر جاتی ہیں۔ وہ اعضاء جو حیوانوں کو ملے ان میں سے کئی اعضاء ایسے ہیں جن کا استعمال جب انسان کی سطح تک پہنچتے پہنچتے زندگی نے چھوڑ دیا تو وہ اعضاء سکڑ کر بالکل معمولی سے رہ گئے۔ ان کے نشان باقی ہیں۔ ریڑھ کی ہڈی کی جو دمچی ہے وہ وہ جگہ ہے جہاں دم لگی ہوئی تھی اور لاکھوں سال سے انسان کو دم کی ضرورت پیش نہیں آئی اس لئے رفتہ رفتہ وہ دمچی ایک چھوٹی سی ہڈی کے نشان کے طور پر' ایک یادگار کے طور پر رہ گئی۔ تو بسا اوقات انسان اپنی صلاحیتوں کو اپنی ریڑھ کی ہڈی کی دمچی بنا دیتا ہے' استعمال ہی نہیں کرتا' ان کی نشوونما ہی نہیں ہوتی وہ پڑے پڑے سوکھ جاتی ہیں۔ ٹانگیں سوکھ جاتی ہیں اگر ان کو استعمال نہ کریں۔ ایک بچے کو گود میں اٹھائے پھریں وہ لولہ لنگڑا ہو جائے گا۔ اس کی ربڑ کی سی ٹانگیں لٹکی رہیں گی۔ کبھی بھی وہ ان کو استعمال نہیں کر سکتا مگر رہتی ہیں۔ مگر جب حد سے زیادہ تغافل ہو جائے اور لمبا عرصہ ہو جائے تو گویا وہ مٹ ہی جاتی ہیں مگر ان کے نشانات باقی رہ جاتے ہیں یہ بتانے کے لئے کہ اللہ نے تمہیں کیا دیا تھا۔ پس وہ قومیں جو بدنصیبی سے ہزاروں سال تک بداخلاقی پر قائم رہتی ہیں ان کا یہی حال ہو جاتا ہے۔ پس ہم نے تو ویسا نہیں بننا۔ (۔) ہماری ہر صلاحیت کو پیروی کی راہیں دکھا دی گئیں اور ایک عظیم صراط پر دوڑا دیا گیا ہے اور کہا ہے سب کو ساتھ لے کر چلو۔ جہاں بھی کسی صفت کو تم نے کالعدم کر دیا یا توجہ' جیسا کہ حق ہے' نہ دی اسی حد تک تم رسول اللہ ﷺ کے توازن کے حسن سے محروم ہوتے چلے جاؤ گے۔ روشنی تو ہے اگر روشنی کی پیروی کی جائے مگر جہاں سب رنگوں کا امتزاج ہو جہاں تمام رنگ بیک وقت ایک تناسب سے جلوہ گری کریں وہاں اس سے جتنا بھی وہ روشنی ہٹے گی اس حد تک اس روشنی کا رنگ و روپ بدل جائے گا۔ اب سورج کی روشنی اپنی ذات میں وہ کامل توازن رکھتی ہے جو مادی روشنیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے۔ جتنا اس سے آپ ہٹتے ہیں اتنا ہی روشنی کا روپ بدلتا رہتا ہے۔ اور اگر آپ موازنہ کریں تو بعض دفعہ ہمیں خیال بھی نہیں آتا کہ فرق ہے۔ رات کے وقت تیز روشنیاں جل رہی ہیں بھول جاتا ہے انسان کہ اس روشنی کا سورج کی روشنی سے کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ جب سورج چڑھے پھر ساری روشنیاں پھیکی پڑ جاتی ہیں۔ ان کے چہرے پر کوئی نور دکھائی نہیں دیتا۔

پس محمد رسول اللہ ﷺ کو سورج کہنا ان معنوں میں ہے کہ ایسے کمال کے اخلاق ہیں' ایسے آخری مقام تک پہنچے ہوئے ہیں' درجہ منتہیٰ تک کہ جب آپؐ کا سورج طلوع ہو تو ہر نور والے کا چہرہ اس کے مقابل پر پھیکا پڑ جاتا ہے۔ یا جس حد تک وہ خام ہے' جس حد تک اس نور کی بعض صفات سے عاری ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس حد تک اس کا رنگ بدل جاتا ہے ویسی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ (۔) بہت ہی بڑا احسان بھی ہے کہ ایسا کامل نور پیروی کرنے کے لئے عطا فرمایا لیکن ذمہ داریاں بھی بہت بڑھ گئیں۔ محنت بھی بہت شاقہ ہے جو کرنی پڑے گی۔ لیکن آسان بھی تبھی ہوگی اگر آنحضرت ﷺ کے نور کے اس پہلے حصے پر غور کریں جسے حضرت (بانی سلسلہ) نے صفات کے بیان کا آغاز فرمایا ہے۔ تازہ روی" تازہ روی کے بغیر اس نور کی نہ پیروی ممکن ہے' نہ (۔) طاقت ہے بلکہ برعکس صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دیکھو دین کو آسان کر دیا گیا ہے اور اگر آسان ہونے کے باوجود تم کوشش کر کے دین پر غالب آنا چاہو گے تو تم ٹوٹ جاؤ گے' دین پر تم غالب نہیں آسکتے۔ (۔) آنحضرت ﷺ اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں حسب توفیق کچھ صبح چلا کرو' کچھ دوپہر کو' کچھ آرام کر لیا کرو' جیسے درخت کے سائے تلے ایک مسافر آرام کر لیتا ہے' پھر شام کو سفر طے ہوتا رہے گا۔ تم آگے ہی بڑھو گے غرضیکہ کچھ آرام اور کچھ حرکت اس کے درمیان رفتہ رفتہ تمہارے فاصلے کم ہوں گے لیکن ضروری یہ ہے کہ ہر رات جو آئے تمہیں پہلی حالت پر نہ جائے بلکہ اس سے بڑھا ہوا دیکھے۔ ہر دن جو چڑھے وہ تمہیں پہلی حالت پر نہ پائے بلکہ اس سے آگے بڑھا ہوا دیکھے۔

.... آنحضرت ﷺ نے جس نور ازل کی پیروی کا سفر اختیار فرمایا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) یقیناً تیری آخرت تیرے اولیٰ سے بڑھ کر ہے' بہتر ہے۔ تو وہ سفر بھی دائمی ہے۔ اس کے پیچھے چلنے والوں کا سفر بھی دائمی ہے۔ مگر سفر طے ہونے کے لئے ایسے سنگ میل رستے میں ملتے ہیں جن سے پتہ چل جاتا ہے کہ کچھ آگے بڑھے بھی کہ نہیں بڑھے۔ اور وہ سنگ میل طے نہیں ہو سکتے جب تک آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ پر ایک تفصیلی یا عمومی نظر نہ ہو۔ تفصیلی نظر کی تو انتہاء کوئی نہیں۔ خلاصہ جو (حضرت بانی سلسلہ) نے بیان فرمایا ہے وہی اتنا دقیق ہے کہ اسے بیان کرتے ہوئے بھی ایک مدت چاہئے مگر چونکہ ایک لازم کام ہے اس کو سمجھے بغیر ہمارے سفر آسان نہیں ہو سکتے' ہم اس رخ پر آگے نہیں بڑھ سکتے اس لئے یہ فرض ہے جو بہرحال ادا کرنا ہو گا۔

فرماتے ہیں خلق بفتح خاء سے مراد' فتح کہتے ہیں زبر کو تو خ کے اوپر اگر زبر ڈالی جائے تو خلق پڑھا جائے گا" خلق بفتح خاء سے مراد یہ صورت ظاہری ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی" وہ ظاہری شکل ہے انسانی جسم کی ساخت جو واہب الصور اس ذات کی طرف سے عطا ہوئی ہے جو صورتیں عطا فرمانے والی ذات ہے جو صورتیں بخشنے والی ذات ہے جس کا ایک نام مصور بھی ہے۔ تو فرمایا اس نے جو ظاہری شکل عطا فرمائی ہے۔ ظاہری شکل سے یہ مراد نہیں ہے جو ہمیں دکھائی دے رہی ہے۔ مراد ہے جسمانی شکل جو اندر بھی ہے' باہر بھی ہے اور ہر جزو میں ہے اور ہر جزو کی شکل کا تعلق کل سے بھی ہے اور ہر دوسرے جزو سے بھی ہے تو یہ مضمون ہی کہ ہمیں کون سی صور عطا کی گئی ہیں یہ (کلام الٰہی) سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی ذات میں ایک بہت لمبا سفر ہے۔

(۔) (کلام الٰہی) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھا کرو غور کرو ہم تمہیں رحموں کے اندر کیا کیا صورتیں بخشتے ہیں اور رحموں کے اندر جو صورتیں بخشتے ہیں ان کے متعلق سائنس دانوں' اور ہمیں یہ کہہ کر اس سفر کو ہی لامتناہی بنا دیا' سائنس دان کہتے ہیں کہ زندگی کا پہلا ذرہ جو پیدا ہوا ہے اس وقت سے لے کر ایک ارب سال کا سفر جو ارتقاء کا سفر ہے جس میں انسان ٹھیک ٹھاک کیا گیا ہے۔ مٹی سے بنا کر اس ایک ارب سال کے سفر میں انسان جن جن شکلوں سے گزرا ہے وہ ساری شکلیں نو مہینے کے اندر رحم مادر میں دہرائی جاتی ہیں۔ اور ایک فلم چل جاتی ہے جو ایک ارب سال کا سفر بچہ نو مہینے میں طے کر رہا ہے۔ اور (کلام الٰہی) کے سوا کوئی دنیا کی کتاب نہیں ہے جو یہ کہتی ہو کہ رحم مادر میں ہم نے تمہیں جو تصویریں دی ہیں دیکھو تو سہی۔ تم یونہی تو نہیں بن گئے کہ مٹی سے تھوپ تھاپ کے تمہیں ایک گڈا سا بنا کے کھڑا کر دیا' بے وقوفی کی بات ہے۔ ان نو مہینے کا سفر اگر تم کر لو تو تمہیں یہ پتہ چلے گا کہ ہم نے تمہیں کتنی دیر میں کتنے مراحل سے گزار کر وہ صورت بخشی ہے جس پر اب تم فخر کرتے ہو کہ کیسی اچھی صورت ہے۔

تو حضرت (بانی سلسلہ) جب موہب الصور کی بات کرتے ہیں تو جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے صور۔

صورتوں کے بخشنے والے نے گویا انسانی صورت کے اندر یا اس کے ماضی میں جتنی صورتیں بھی انسان کو عطا ہوتی رہیں یہ خلق ہے بفتح خاء۔ "جس صورت کے ساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں سے ممیز ہے" یہ آخری شکل ہے اس کی۔ "اور خُلق بضم خاء سے مراد وہ صورت باطنی یعنی خواص اندرونی ہیں جن کی رو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتی ہے" اب جہاں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) امتیاز کی بات کر رہے ہیں وہاں صرف انسان کی صورت پر آکر جو ہر عضو اور ہر ذرہ درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے وہاں اس وقت کی بات کر رہے ہیں مگر میں نے (کلام الٰہی) کے حوالے سے آپ کو بتایا تھا کہ ان صورتوں سے پہلے بھی ایک بہت لمبا صورتوں کا سفر موجود ہے۔ یہ جو موجودہ آخری صورت ہے یہ وہ ہے جو انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے ورنہ انسان کی صورت میں اور حیوان کی صورت میں مشابہتیں ہیں تو سہی مگر امتیاز بھی ہے۔ فرمایا یہ ہے خلق اور انسان ان اندرونی صفات کا نام ہے جو انسان کو عطا ہوئیں اور ان صفات کے لحاظ سے باقی جانوروں سے وہ ممتاز اور الگ ہے اور کوئی جانور یہ کہہ نہیں سکتا کہ مجھے بھی اس نوع کی یہ صفت ملی ہوئی ہے اس سے ملتی جلتی تو ہیں۔ جیسا کہ جنت میں جو خدا ہمیں تحائف عطا فرمائے گا ہمیں کچھ ملتا جلتا دکھائی دے گا تو ہم کہیں گے نا کہ ہم نے پہلے بھی کھایا ہوا ہے۔ اللہ فرمائے گا' نہیں ملتی جلتی ہیں۔ تو حضرت (بانی سلسلہ) ملتی جلتی صفات کا انکار نہیں فرما رہے اس

غلطی میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ فرمایا ہے ملتی جلتی ہونے کے باوجود جب انسان کے درجہ پر پہنچ کر وہ خلق ظاہر ہوتا ہے جو خاصہ انسان کو عطا ہوا ہے تو وہ خلق کسی اور جانور کو نہیں ملا اور وہاں انسان ہر دوسرے جانور سے الگ اور ممتاز ہو جاتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"پس جس قدر انسان میں من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں اور شجرہ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں" اب انسانیت کا شجرہ کیا ہے۔ وہ تمام صفات حسنہ جو خلق کے طور پر انسان کو ودیعت ہوئی ہیں اور وہ صفات حسنہ جو دوسرے جانوروں اور اس کے درمیان ایک امتیاز قائم کر دیتی ہیں وہ اگر انسان کو نچوڑا جائے تو جو خلاصہ نکلے گا اس کا نام خلق ہے وہ روح انسانی ہے کیونکہ خلاصے اور نچوڑ کو بھی روح کہا جاتا ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ روح بھی اسی سے بنے گی۔ مرنے کے بعد جس روح کو ایک آزاد حیثیت عطا ہو گی وہ انسانی خلق ہی سے بنے گی۔ اور وہ خلق اگرچہ آغاز میں حسین دیا گیا تھا جو جس حد تک اس خلق کو بگاڑے گا اسی حد تک اس کی روح بدصورت اور بدزیب اور بدمزہ ہوتی چلی جائے گی۔ اور وہ روح جو پیدا ہو گی وہ انسان کے اپنے گناہوں' اپنے ظلم کے نتیجے میں پیدا ہو گی اس کی ذمہ داری خدا تعالیٰ پر نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ اس شجرہ کو نچوڑ کر اگر دیکھیں تو جو کچھ اس کا پھل تم پاؤ گے وہ خلق ہے۔ "جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں" یہ ساری باتیں وہ ہیں جو باطنی طور پر انسان اور حیوان میں ایک امتیاز قائم کرتی ہیں' ان سب کا نام خلق ہے۔

"اور چونکہ شجرہ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہر یک افراط و تفریط سے جو قوائے حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے (ہم نے انسان کو احسن تقویم پر بنایا)

اب یہ فقرہ بھی سمجھانا ہے لازماً کیونکہ عموماً جو سننے والے ہیں علمی لحاظ سے خواہ کسی درجے پر واقع ہوں فطری لحاظ سے اس فقرے کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انسان کو اس مضمون کے لئے پیدا ہی نہ کیا جاتا۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ ظاہری علم کے بغیر ہم سب میں سانجھے ہیں اور شریک ہیں یعنی ہمارے ہیں اس لئے علم کا کوئی پردہ بیچ میں حائل نہیں ہے۔ آپ کی ذات کو سمجھنے کے لئے وہ جو خدا سے علم پاتا ہے وہ علم پا کر آگے بتاتا ہے اور اگر اس کو غور سے سنا جائے یا مزید محنت سے سمجھایا جائے تو سمجھ آنے والی بات ہے۔ اس کا ظاہری علم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر چونکہ ظاہری علم کے بغیر یہ باتیں بیان نہیں ہوتیں اس لئے کھولنی پڑتی ہیں۔ پس اب دیکھیں (۔) شجرہ فطرت انسانی اصل میں توسط اعتدال پر واقع ہے" حقیقت کے اعتبار سے جو خدا تعالیٰ نے انسان کو صفات عطا فرمائی ہیں ان صفات میں آغاز میں اعتدال تھا اور وسطی طور پر واقع ہوئی تھیں۔ ان میں کوئی انتہا پسندی نہیں تھی۔ کسی انتہاء کی طرف جھکنا فطرتاً نہیں تھا۔ اگر یہ ہوتا تو (فطرت پر پیدا کیا ہے) کا معنی سمجھ میں نہ آتا کہ کیا ہے۔ ہر انسان کو اللہ نے فطرت پر پیدا کیا ہے جو (کلام الٰہی) فرما رہا ہے۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس میں اعتدال ہو۔ ورنہ اگر خدا نے فطرت میں بے اعتدالی رکھی ہوتی تو پھر اعتدال والی تعلیم انسان قبول کرنے کے اہل ہی نہ رہتا۔ اس لئے بے اعتدالیاں ہوتی ہیں تو بعد میں لوگ بنا دیتے ہیں۔ فطرت کو آغاز میں اعتدال ہی عطا ہوا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں (۔) ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ (۔) پر اس کے ماں باپ ہیں جو ان میں سے کسی کو یہودی بنا دیتے ہیں' کسی کو نصرانی بنا دیتے ہیں یعنی یہ جو تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں یہ انسان کی پیدا کردہ تبدیلیاں ہیں۔ اب صرف "یھوّدانہ" اور "ینصّرانہ" کا ذکر فرمایا اور مسلمان بنا دیتے ہیں کا ذکر ہی کوئی نہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ پہلی حکمت تو یہ ہے کہ دو انتہاؤں کی اس سے بہتر مثال نہیں ہو سکتی کہ یا یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔ فطرت وسط میں واقع ہوئی ہے۔ اس کو ایک طرف کھینچ لو تو یہودیوں کی طرح تشدد اور سختی اور انتقام اور غیظ و غضب پر زور ہو جائے گا۔ اور وہاں اسی مرکز سے ہٹا کر دوسری طرف کھینچ لو تو عیسائیت کی نرمی اور عفو اور درگزر یہاں تک کہ ایک گال پہ تھپڑ مارے تو دوسری گال پیش

کر دو کی تعلیم شروع ہو جاتی ہے۔ تو درمیان میں واقع ہے تو دونوں کو کھینچا گیا ہے نا۔ اس لئے اس کلام محمد مصطفیٰ ﷺ میں بھی ایک حیرت انگیز توازن اور اعتدال واقع ہے۔ پھر یہ کہ فطرت کو تو (دین حق) فرمایا گیا ہے (کلام الٰہی) میں بھی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی۔ - - ۔ اس کے ساتھ تو وہ پیدا ہوا تھا۔ اس لئے (دین حق) کی تعلیم فطرت سے باندھی گئی ہے۔ اور وہی تعلیم ہے جو درحقیقت انسان کی فطرت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے غیر مبدل ہو جاتی ہے۔

اگر فطرت انسانی سے (دین حق) کی تعلیم کامل طور پر نہ جوڑی جاتی تو زمانے کے بدلنے سے اس تعلیم کا بدلنا لازم ہو جاتا۔ اگر یہ اس اعتدال اور وسط پر واقع نہ ہوتی (۔) اور آنحضرت ﷺ اس سے بہت پہلے اس کو مثال دے کر ظاہر فرما چکے ہیں تو پھر یہ غیر زمانی تحریک نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ جب اعتدال پر چیز نہ رہے تو اسے استقامت نہیں رہتی اور یہ مضمون میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ تو (دین حق) کا توسط پر واقع ہونا ایک طبعی امر ہے۔ اگر انسان' ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا کیا جائے تو لازماً (دین حق) پر پیدا ہوا ہے اور اگر کوئی فطرت کو قائم رکھے' اگر جو خدا کی ودیعت ہے اس امانت میں ایک ذرہ بھی فرق نہ آنے دے تو پھر آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ فرمانا کہ وہ تو از خود ہی بھڑک اٹھنے کے لئے تیار بیٹھا تھا مراد یہ ہے کہ جو کچھ پایا تھا خدا سے پایا تھا مگر اس کی حفاظت کی تھی' اس اعتدال کو قائم رکھا تھا۔ اس توازن پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیشہ قائم رہا۔ اور یہی تو وحی کا مقصد تھا کہ تمہیں توازن عطا کرے جس توازن کو تم کھو بیٹھے تمہیں دوبارہ نصیب ہو وحی کی بدولت آسمان کا نور تمہیں پھر ان نوری اقدار پر قائم کر دے جن اقدار سے تمہارے سفر کا آغاز ہوا تھا تاکہ تمہارا انجام بھی اسی پر واقع ہو۔

پس وہ رسول جس نے آغاز ہی سے اپنی ساری زندگی اس اعتدال سے سرمو بھی فرق نہ کیا ہو اس کے متعلق یہ فقرہ کیسا خوب صورت اور کیسا برمحل ہے ایک ادنیٰ بھی مبالغہ نہیں کہ یہ نور تو اپنی ذات میں بھڑک اٹھنے پر تیار بیٹھا تھا یعنی کامل اعتدال پر تھا اور تھا ہی نور۔ پھر اس پر جب شعلہ نور اترا ہے تو "نور علیٰ نور" بن گیا اور اس کمال کا نور پھوٹا ہے کہ سارے عالم کو روشن کر دیا۔ اس درجے کی اس میں شدت پیدا ہوئی ہے کہ خدا نے اسے "سراجاً منیرا" کے طور پر تمہارے سامنے پیش کیا۔ مگر اس نور کی طرف سفر کیسے ہوگا محض تعریفوں کے ذریعے نہیں بلکہ ان صفات حسنہ کو اپنانے کی کوشش کے ذریعے' وہاں پہنچ کر تعریف کی حد ختم ہو جاتی ہے' پھر تعریف کی سچائی کی حد شروع ہوتی ہے۔

ایک انسان کسی کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے واہ واہ کیسا اچھا ہے' کیسا مضبوط ہے' کیسا طاقتور ہے' لیکن اگر وہ ہونٹوں کی تعریف ہے تو ویسا بننے کی کوشش نہیں کرتا کیونکہ اس میں محنت درکار ہے۔ بہت مشقت کا بعض دفعہ سامنا ہوتا ہے۔ ایک کرکٹر بننے کے لئے ہی آپ دیکھیں پوری زندگی بعض لوگوں کو وقف کرنی پڑتی ہے۔ وہ بچے جو تعریف کرتے ہیں دل کی گہرائی سے ان کو میں نے دیکھا ہے کرکٹ کی لو لگ جاتی ہے۔ بعض بچے مجھے دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں کہ میرے لئے دعا کریں میں ایسا کرکٹر بنوں کہ بس دنیا میں کمال ہو جائے۔ وہ بچپن سے ہی تصویریں بھی کرکٹ کی بناتے ہیں دیکھتے بھی ہیں' نام بھی ان لوگوں کے اکٹھے کرتے ہیں جو کرکٹ میں اچھے ہوا کرتے تھے' کتابیں وہ پڑھتے ہیں جن میں کرکٹ کے ریکارڈ ہوتے ہیں۔ اب چھوٹی سی' معمولی سی کھیل ہے لیکن جو سچی تعریف کرنے والا ہے وہ صرف زبان سے عاشق نہیں ہوتا دل سے اور عمل سے عاشق ہو جاتا ہے۔

پس یہی حال نور بننے کا ہے۔ کسی ایک صفت کو اگر آپ اچھا سمجھیں اور واقعۃً دل کی گہرائی سے اچھا سمجھیں تو اسے اپنانے کی لگن لگ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے براہ راست ہم ان صفات کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ خدا کی جو صفات ہم سے بہت ہی بالا' بہت ہی دور واقع ہوئی ہیں جہاں تک عقل انسانی کا تعلق ہے۔ نزدیک ہیں سمجھنے کے اعتبار سے۔ دور ہیں اپنانے کے اعتبار سے۔ نزدیک ہیں اس اعتبار سے کہ خدا نے خود انہیں ہم پر ظاہر فرما دیا۔ دور ہیں اس اعتبار سے کہ ظاہر ہونے کے باوجود ہم ان کی کنہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس سفر کو آسان کرنے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو نور کی مثال بنا کے دیا گیا۔ فرمایا یہ دیکھ لو۔ اس طرح میرا نور ایک انسان میں اپنے کمال کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ یہ یہ باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ یہ اخلاق اپنانے پڑتے ہیں۔ یہ اعتدال واقع کرنا پڑتا ہے اپنی طبیعت میں۔ یہ تم کرو تو تم بھی ویسے ہو جاؤ گے۔ یہ ایک فرضی دعویٰ نہیں۔ یہ دعویٰ اس لئے بھی ضروری تھا کہ شرک کا شائبہ بھی اسلامی تعلیم میں باقی نہ رہے۔ اگر خدا تعالیٰ یہیں بات ختم کر دیتا کہ "اللہ نور السماوات" اور "مثل نورہ" آگے بات محمدؐ رسول اللہ پر جا کے کھڑی کر دیتا تو پھر دنیا میں ایک اور قسم کا شرک پیدا ہوتا کہ محمدؐ رسول اللہ ہی ہیں جو صفات باری تعالیٰ سے ایسی یگانگت رکھتے تھے کہ انہیں اپنا سکتے تھے اور کوئی بشر ایسا نہیں جو ایسا کر سکے۔ تو وہ اپنی ذات میں خواہ آپ خدا کا شریک نہ بھی کہیں مگر شرک کا ایک مضمون ضرور دماغ میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ (کلام الٰہی) جو حکیم کتاب ہے اور روحانی طب میں اس سے اعلیٰ درجہ کی مرض شناس کتاب اور کوئی واقع نہیں ہوئی' کبھی پیدا نہیں ہوئی یعنی انسان کو کبھی عطا نہیں ہوئی۔ اس آیت کے معاً بعد فرماتا ہے (-) کہ محمدؐ رسول اللہ کا نور ایسی مثال نہیں تھی جسے تم اپنا نہ سکو۔ اس غرض سے نہیں تھی کہ اسے انسانوں سے الگ کر کے دکھایا جائے۔ اس غرض سے تھی کہ انسان کو بتایا جائے کہ تمہاری صلاحیتیں کیا کیا ہیں' تمہاری رسائی کہاں کہاں تک ہے۔ تمہی میں سے وہ شخص پیدا ہوا ہے یعنی محمدؐ رسول اللہ جنہوں نے نور کی تحصیل میں یہ کمال دکھا دیا ہے۔ درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ اور تم اگر چاہو تو اس نور کی پیروی سے اسی طرح نور سے حصہ پا سکتے ہو۔ اور صرف تعلیم نہیں دی فرمایا یہ نور جو ایک دل پر اترا تھا' جس دل میں جلوہ گر ہوا تھا اب دیکھو کہ محمدؐ رسول اللہ کے فیض سے اور آپ کی پیروی کی برکت سے کتنے نوروں میں بدل گیا ہے۔

(-) وہ ایک گھر میں نہیں رہا وہ تو اب گھر گھر میں روشن ہو گیا ہے۔ (-) محمدؐ رسول اللہ اور جو ان کے ساتھی تھے جو واقعۃً معیت رکھتے تھے یعنی صحبت صالحہؓ سے فیض پاتے تھے ان کے دل بھی تو دیکھو وہ بھی تو روشن ہو رہے ہیں۔ ان کے دلوں سے بھی تسبیحات بلند ہو رہی ہیں اور خدا نے چاہا ہے کہ ان کے دلوں کو اس کی برکت سے بلند کر دیا جائے۔ ان گھروں کو بلند کر دیا جائے جن میں وہ نور روشن ہے۔ اور وہ جو سراجاً منیرا کا مضمون تھا ان کا اس بلندی سے تعلق ہے۔ نور جو وسیع طور پر فیض رساں ہو وہ چھوٹی حالت میں رہ کر نہیں ہو سکتا۔ اسے لازماً رفعت اختیار کرنی ہوگی۔ کیونکہ جتنی بلند چیز ہو اتنا ہی اس کے نور سے دنیا فیض یاب ہو سکتی ہے۔ بعض دفعہ ہم جب بجلیاں نہیں ہوتی تھیں ہم لالٹین کو یا عام چراغ کو زمین پر رکھتے تھے تو وہی کمرہ اندھیرا لگتا تھا پھر جب اچھی طرح دیکھنا ہو تو اسے ہاتھ سے بلند کر کے اونچا کر کے دیکھتے تھے تو سارا کمرہ جگ مگ کرنے لگتا تھا۔ تو محمدؐ رسول اللہ کو جو سراجاً منیرا فرمایا گیا ہے اس پہلو سے بھی فرمایا گیا ہے کہ یہ اتنا بلند ہو گیا اس نور کی برکت سے جو خدا نے اس نور پر نازل فرمایا اور یہ دونوں مل گئے۔ اتنا رفع اور بلند ہو گیا کہ وہ سراجاً منیرا کی طرح کل عالم پر چمکنے کی اہلیت پا گیا اور کل عالم اس سے فیض یاب ہونے کی صلاحیت اختیار کر گیا۔ اور اس نے اس حسن کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے زمانے میں چمک کر دوسروں کو ایسی ہی صفات عطا کر کے ثابت کر دیا کہ نوروں میں سب سے وسیع قلب یہی محمدؐ رسول اللہ تھے۔

اس کثرت سے اپنے معیت میں بسنے والوں کو اپنے نور کی شان عطا کرنے والا دنیا میں کبھی کوئی نبی نہیں پیدا ہوا۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ اپنی زبان سے نہیں ان کتابوں کی زبان سے مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ بدھ نے کتنے بدھ پیدا کئے تھے یا اپنے جیسے عقل کل جس کو وہ کہتے ہیں (عقل کل تو صرف خدا کے لئے میرے نزدیک استعمال ہو سکتا ہے) لیکن اپنی طرح کے عقل والے کتنے اور پیدا کئے تھے۔ موسیٰؑ نے ہارونؑ کے سوا کون سا پیدا کیا تھا جو اس سے مشابہ ہو اور وہ بھی دعا مانگ کے کیا تھا۔ اپنی ذات میں تو ہارون میں وہ روشنی نہیں تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے ملتے جلتے کتنے حواری پیچھے چھوڑے۔ مگر محمدؐ رسول اللہ کی شان دیکھو کہ کتنا جلدی جلدی اپنے (—) نور دوسروں کے سینوں میں روشن کرنے شروع کر دیئے' گھر گھر میں وہ شمعیں جلنے لگیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) ان گھروں میں جن کے متعلق خدا نے' تقدیر نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ان گھروں کو بلند کیا جائے گا۔ (-) اور ان میں اس کا نام یاد کیا جائے گا۔ دوسرا معنی ہے (-) اس کا نام بلند کیا جائے گا اور نام یاد رکھا جائے گا۔ مگر گھروں کی بلندی تو ناموں کی بلندی سے ہی ہے۔ جس گھر میں بلند نام ہو وہ گھر بلند ہو جایا کرتا ہے۔ (-) اس میں وہ لوگ جو محمدؐ رسول اللہ کے ساتھی ہیں وہ خدا کی تسبیح کریں گے یا کرتے ہیں' (-) صبح بھی اور شام بھی۔ تو وہ نور حاصل کیسے ہوتا ہے۔ تسبیح الٰہی سے' ذکر الٰہی سے' خدا کا ذکر بلند کرو' اسی کی تسبیحات بلند کرو' صبح بھی کرو شام بھی کرو تو (-) اس نور سے حصہ ملنا شروع ہو جائے گا جو آنحضرت ﷺ کا وہ نور ہے جو خدا نے مثالاً بیان فرمایا ہے ورنہ اللہ کے نور کی حقیقت کو کوئی دنیا میں نہیں جانتا۔ اب چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے باقی (اللہ نے چاہا تو) آئندہ خطبے میں۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تقویٰ کے معنے ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا' مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا۔ نقب زنی نہیں کی۔ چوری نہیں کرتا۔ بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے یہاں فرمایا ہے (-) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔

یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا۔ خون نہیں کیا۔ چوری نہیں کی' ڈاکہ نہیں مارا۔ اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق و وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا یا نوع انسان کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہوگا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اسے نیکو کاروں میں داخل کرے کیونکہ یہ تو بدچلنیاں ہیں صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔ بدچلنی کرنے والے' چوری یا خیانت کرنے والے' رشوت لینے والے کے لئے عادت اللہ میں ہے کہ اسے یہاں سزا دی جاتی ہے وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پالیتا۔ یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے۔

اصلاح نفس کے لئے نری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا ہے جو شخص نری تدبیروں پر رہتا ہے وہ نامراد اور ناکام رہتا ہے کیونکہ وہ اپنی تدبیروں اور تجویزوں ہی کو خدا سمجھتا ہے اس واسطے وہ فضل اور فیض جو گناہ کی طاقتوں پر موت وارد کرتا ہے اور بدیوں سے بچنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی قوت بخشتا ہے وہ انہیں نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے آتا ہے جو تدبیروں کا غلام نہیں۔ (-)

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرتے ہیں وہ احتیاطیں کرتے کرتے خود مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھنس جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کا فضل ان کے ساتھ نہیں ہوتا اور ان کی دستگیری نہیں کی جاتی۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور خیال سے اگر کوئی اصلاح نفس کرنے کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم مولانا ابو العطاء صاحب

ایران کا آنکھوں دیکھا حال

حضرت مولانا ابو العطاء جالندھری 28- جون کو ایران کے لئے روانہ ہوئے 26- جولائی تک کے حالات میں آپ نے پہلے ایران کی اہمیت کا ذکر کیا اور لکھا۔

ملک ایران کو اپنے محل وقوع کے لحاظ سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اور مذہبی طور پر تو اس کی اہمیت بہت نمایاں ہے۔ اس وقت وہ اسلامی مملکت ہے۔ وہاں کی اکثریت مسلمان کہلاتی ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کے ظہور کے وقت روم اور ایران عرب کے سرپر دو بڑی سلطنتیں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جس طرح روم کے سربراہ قیصر کو اسلام کی دعوت دی۔ اس طرح حضور صلعم نے ایران کے بادشاہ کسریٰ کو بھی پیغام اسلام پہنچایا۔ ایرانیوں نے مقابلہ کیا اور کچھ معرکے کے بعد ایران بھی اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا۔

اسلام کے اول دور میں محدثین اولیاء اور مورخین اور متکلمین، اہل لغت اور مفسرین کی ایک بڑی جماعت سرزمین ایران سے تعلق رکھتی رہی ہے۔ ان لوگوں نے اسلام کی بے بہا خدمات انجام دی ہیں۔ ان بزرگوں کی وجہ سے ایران کو اسلامی تاریخ میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ سرزمین ایران میں اہل بیت نبوی صلعم اور امت کے دیگر بزرگوں کی قبریں اور مزار بھی موجود ہیں۔ نیز ایران کو اسلامی نکتہ نگاہ سے بہت اہمیت حاصل ہے فارسی زبان کو عربی کے بعد اسلامی مسائل دینی حقائق اور معارف کی حفاظت کے لئے دوسرا درجہ حاصل ہے......

میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ مجھے ایران جانے اور وہاں کے حالات معلوم کرنے مقامات دیکھنے کا موقعہ ملے۔ 1973ء میں لندن سے واپسی پر میرا ہوائی جہاز تھوڑی دیر کے لئے تہران کے ہوائی اڈے پر اترا تھا اس کے بعد یہ خواہش زیادہ زور پکڑ گئی۔ میں نے بعض دوستوں سے اس کا ذکر کیا اور اخراجات وغیرہ کے اندازے لگوائے۔ اچانک اسی سال مارچ میں عزیزم مکرم محمد افضل احمدی تہران کا ایک خط آیا کہ آپ مئی جون میں ایران آنے کی تیاری کرلیں استخارہ کے بعد حضرت صاحب سے اجازت حاصل کرلیں۔ سفر خرچ کا میں ذاتی طور پر انتظام کر رہا ہوں۔

عزیزم محمد افضل صاحب میرے داماد عزیزم محمد اسلم صاحب جاوید لندن کے بھائی ہیں اس سال کے شروع میں میری طبیعت علیل تھی۔ شوگر کی زیادتی تھی۔ حضرت صاحب سے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا "ذاتی حیثیت سے جاسکتے ہو۔" چنانچہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ کی بنا پر دو ماہ کی رخصت بحالی صحت کے لئے منظور ہو گئی اور بعض مقامی ضرورتوں کے ماتحت 9- جون سے پہلے روانہ نہ ہو سکا۔

8- جون کی شام کو حضرت امام جماعت الثالث نے اس خادم کو شرف مصافحہ اور معانقہ عطا فرماتے ہوئے دعا کے ساتھ رخصت کیا۔ میں علی الصبح 9- جون کو ربوہ سے چنیوٹ تک کار میں گیا اور وہاں سے گاڑی کے ذریعے لاہور پہنچا۔ لاہور سے کوئٹہ کے لئے جلد ہی جہاز جانے والا تھا۔ مگر ہمارے سرگرم مربی مولانا محمد بشیر صاحب شاد نے زبردست تقاضا کیا کہ سمن آباد ایک نکاح کا اعلان کر کے روانہ ہوں۔ چونکہ یہ نکاح بھی اخویم سید مسعود مبارک شاہ صاحب سیکرٹری مقبرہ کے بیٹے کا تھا اس لئے میں مجبور ہو گیا۔ یہ نکاح پڑھایا۔ فوراً ایر پورٹ پر پہنچ کر جہاز میں بیٹھا۔

لاہور سے ایک گھنٹہ اور چند منٹ میں ہوائی جہاز کوئٹہ پہنچ گیا اور ایر پورٹ پر جناب محمد حنیف صاحب امیر کوئٹہ مولوی عزیز الرحمان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ مکرم بدر الزمان صاحب قائد۔ جناب میاں بشیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ اور ہمارے بہت سے پرانے دوست اور نئے دوست موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہتر جزا عطا کرے۔

بیت احمدیہ کوئٹہ کے پاس وہی مکان جس میں اکثر ہم ٹھہرتے رہے ہیں اور جو ان دنوں ملک جاوید احمد نے کرایہ پر لے رکھا تھا۔ مگر ان کے کراچی میں آن ڈیوٹی ہونے کی وجہ سے خالی تھا۔ اس میں میرا قیام ہوا۔ میں نے واضح طور پر بتا دیا کہ میں بوجہ بیماری محض آرام کے لئے رخصت لے کر آیا ہوں۔ مگر احباب جماعت سب باتوں کو نظر انداز کر کے خطبہ' درس' اور سوال و جواب کے سلسلے کو جاری کرنے پر مصر تھے۔ مجبوراً ایک حد تک ان کی ماننی پڑی۔

کوئٹہ سے زاہدان کے لئے پی۔ آئی۔ اے کی نئی سروس جاری ہوئی ہے جو ہفتے میں ایک ہی بار جاتی ہے۔ مناسب تاریخ 28- جون قرار پائی۔ اس عرصہ میں مکان کے متعلق معلوم ہوا کہ دو ماہ کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے ربوہ سے اپنی اہلیہ اور بچی اور عزیزم عطاء المجیب صاحب راشد مربی جاپان کی بیوی اور بچوں کو کوئٹہ بلا لیا تاکہ ان کی صحت پر بھی اثر اچھا پڑے۔ ان سب کے ہمراہ عزیزم ملک عنایت اللہ صاحب سلیم بطور نگران سارا عرصہ کوئٹہ میں ہی رہے۔ ان کے ربوہ سے کوئٹہ جانے میں سامان وغیرہ پہنچانے میں اخویم مولوی محمد دین صاحب مربی سلسلہ نے اپنی نیک عادت کے ماتحت بہت امداد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

کوئٹہ سے 28- جون کو ہوائی جہاز قبل از دوپہر روانہ ہوا اور ایک گھنٹہ دس منٹ پر زاہدان پہنچ گیا۔ زاہدان ایران کی پہلی ایر پورٹ ہے۔ پاسپورٹ اور سامان کی چیکنگ ہوتی ہے کارکن بڑی سستی سے کام کرتے ہیں ورنہ کام زیادہ نہیں ہوتا۔ میں انتظار میں کھڑا تھا ایک شخص نے دور سے غور سے دیکھ کر ایک کارکن کو اشارہ کیا اور اس نے جلدی سے میرا سامان دیکھ لیا۔ کسٹم ہاؤس سے باہر آ کر حیران ہو گیا کیونکہ جیسا مجھے اطلاع تھی کہ زاہدان میں کوئی تاجر مجھے ملیں گے۔ زاہدان سے شام کو ایران جانے والے جہاز پر سوار کرائیں گے۔ مگر وہاں پر کوئی نہ تھا۔ تھوڑی دیر میں پی۔ آئی۔ اے کے محسن ساتھی شیرازی صاحب مل گئے۔ وہ واپس کوئٹہ جا رہے تھے۔ انہوں نے مینجر پی۔ آئی۔ اے۔ زاہدان۔ طارق علی صاحب سے تعارف کروایا۔ اس پریشانی کے عالم میں نے حضرت موسیٰؑ کی دعا کا توجہ سے ورد کیا۔ دس منٹ نہ گزرے تھے کہ دیکھا ایک سردار صاحب کسی کو تلاش کر رہے ہیں۔ وہ میری طرف بڑھے اور پوچھا کہ آپ ہی میاں افضل صاحب کے پاس تہران جانے والے ہیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ وہ کہنے لگے موٹر کھڑی ہے آپ اس میں تشریف رکھیں۔ پہلے شہر چلیں گے۔ میں نے کہا پہلے تہران جانے کے لئے ٹکٹ کا انتظام کر لیا جائے۔ کیونکہ آفس والے بتاتے ہیں کہ سیٹ خالی نہیں ہے۔ سردار جوگندر سنگھ نے جو زاہدان کے بڑے تاجر ہیں اور چکوال میں ان کا کنبہ سالہا سال سے آباد ہے۔ مجھے کہا کہ بہت اچھا۔ میں ٹکٹ کا انتظام کر لیتا ہوں۔ انہوں نے جنرل مینیجر صاحب کے گھر پر فون کیا اور چند منٹ کے بعد بتایا کہ اللہ کے فضل سے ٹکٹ مل جائے گا۔ ہم درمیانی وقفہ کے لئے زاہدان چلے گئے۔ عمدہ شہر ہے اور کافی نئی تعمیرات شروع ہیں۔ تمام موٹر گاڑیوں کے لئے ہدایت ہے کہ دائیں ہاتھ چلیں۔ نیز ہر موٹر کا نمبر عربی ہندسہ میں ضرور درج ہوتا ہے۔ اگر کسی ضرورت کے لئے انگریزی لفظ لکھنے ضروری ہوں تو عربی ہندسے اوپر لکھے جائیں گے۔ عمارتوں وغیرہ پر بھی اعداد کے لکھنے کا یہی طریق سارے ایران میں جاری ہے۔ فارسی زبان کا استعمال مقدم اور لازمی ہے مجھے زاہدان ہی سے یہ احساس ہو گیا کہ ایران میں قومی اور ملکی زبان کا بہت لحاظ ہے۔ جو ہر لحاظ سے قابل تقلید ہے۔ سردار جوگندر سنگھ صاحب سارا وقت میرے ساتھ رہے ان کی دکان بند رہی۔ انہوں نے میری ہر سہولت کا خیال رکھا۔ کھانا ہم نے ایک اعلیٰ درجہ کے ہوٹل میں کھایا۔ سردار صاحب میرے جہاز کی روانگی کے بعد واپس شہر کو گئے۔ ایران کا وقت پاکستان کے وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ پیچھے ہے۔ گویا پاکستانی وقت کے لحاظ سے ساڑھے آٹھ بجے تہران پہنچے۔

ہماری تاریخ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے لدھیانہ میں جب بیعت لینے کا آغاز فرمایا تھا اس کی تفصیل لفٹیننٹ کرنل ایم۔ وائی شاہ میڈیکل مشنری نائیجیریا نے ایک مضمون کی صورت میں اخبار ٹروتھ کے 23 مارچ 1962ء کے شمارے میں شائع کروائی۔ اس میں آپ نے بیعت کے الفاظ کا انگریزی ترجمہ اور ان کی اہمیت نہایت شستہ زبان میں پیش فرمائی۔ اسی سلسلے میں آپ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق بھی بعض ضروری امور اس مضمون میں شامل کئے۔

آپ نے اس بات کا خاص طور پر ذکر فرمایا کہ ان الفاظ کو دیکھ کر انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ یہ الفاظ کئی دفعہ دوہرائے جاسکتے ہیں خاص طور پر جب بھی کہیں بیعت ہو رہی ہو تو دوستوں کے ساتھ مل کر جو اس وقت بیعت کر رہے ہوتے ہیں دوسرے دوست بھی اپنی بیعت دہرا سکتے ہیں۔

ایسے مضامین بیرونی ممالک کے احمدیوں کے ازدیاد علم اور ازدیاد ایمان کا باعث بنتے ہیں۔ چونکہ وہاں اردو لٹریچر نہیں پڑھا جا سکتا اس لئے ایسے مضامین کو انگریزی زبان میں پیش کرنے سے انہیں خاصی مدد ملتی ہے۔

یہاں اس بات کا بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مربی انچارج نے بیعت کے الفاظ انگریزی میں ترجمہ کر کے کارڈ بورڈ پر چھپوا کر گھروں میں لٹکانے کے لئے جماعت میں تقسیم کئے تھے۔ اور جماعت کے دوستوں سے کہا گیا تھا کہ وہ ان الفاظ کو عام طور پر دیکھتے اور پڑھتے رہیں اور ان کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ یہ بیعت کے الفاظ کی یاددہانی کا طریق خاصا مفید ثابت ہوا۔

الفرقان ربوہ درویشان قادیان نمبر اگست 1963ء ص 147

ایک اچھی بات

کبھی دوسرے کو مصیبت میں دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ تو ایک عبرت کا مقام ہے خود بھی اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں
میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنی محبت پیدا کرے ہم ہمیشہ اس کی طرف نہایت اخلاص کے ساتھ جھکیں ہم اس کے فضلوں کے وارث اور اس کی رضا پر چلنے والے ہوں ہم اس کے ہو جائیں اور وہ ہمارا ہو جائے اٹھیں بھی تو دین حق کے ساتھ اور مریں بھی تو اسی یقین اور وثوق کے ساتھ کہ دین حق ہی سچا مذہب ہے
قبولیت دعا کے لئے تو ایک منٹ بلکہ ایک سیکنڈ بھی کافی ہوتا ہے کون جانتا ہے کہ اس کی کس وقت کی دعا قبول ہو جائے گی۔

(خطبات محمود جلد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

نسیم سیفی

"سڈنی میری ساقی" کی یاد میں

چھ اگست 1954ء کو میں اور مبارک احمد صاحب ساقی کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے واپس آئے تو میری اہلیہ نے بتایا کہ ایک انگریز عورت آئی تھی اور اس کا انٹرویو لینا چاہتی تھی- کل پھر آنے کو کہہ گئی ہے- اگلے روز وہ پھر آئیں- وہ ایک مقامی اخبار جو نائیجیریا میں سب سے زیادہ چھپتا تھا اور انگلستان کے ایک روزنامہ ڈیلی مرر کے زیر انتظام تھا کام کرتی تھیں- انگلستان میں بعض اخبارات میں ان کے سٹرپ (Strip) بھی چھپتے تھے- ان کی صحافیانہ زندگی کے ناطے ان سے بہت سی باتیں ہوئیں اور جب وہ واپس جانے لگیں تو میں نے ان سے کہا کہ ہم انہیں گاڑی (موٹر کار) پر گھر چھوڑ آتے ہیں- چنانچہ میں اور ساقی صاحب ان کو لے کر ان کے گھر پہنچے تو ان کے والدین سے کچھ باتیں ہوئیں اور یہ باتیں تعلق خاطر کا باعث بن گئیں- ان کی والدہ نے محترم حکیم فضل الرحمان صاحب امیر احمدیہ جماعت نائیجیریا سے لائف آف محمد لکھوائی تھی اور آکسفورڈ پریس (جس کی وہ مغربی افریقہ میں نمائندہ تھیں) سے چھپوائی تھی پہلے چند ایڈیشنوں میں دیباچہ میں ان کا نام آتا رہا ہے گو بعد میں وہ دیباچہ کتاب میں سے نکال دیا گیا- گویا والدہ آکسفورڈ پریس کی نمائندہ تھیں اور بیٹی ایک بہت بڑے انگریزی اخبار میں کام کرتی تھیں- بطور فیچر رائٹر' ان باتوں نے ہمیں (ساقی صاحب اور خاکسار) اور اس فیملی کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا-

کچھ دنوں کے بعد پھر یہی انگریز عورت مس پرٹ آئیں اور انہوں نے اس تعلق کی بناء پر اس بات کی خواہش کی کہ وہ ہمارے ہفتہ وار اخبار- ٹروتھ کے لئے عورتوں کا کالم لکھنا چاہتی ہیں یا شاید میں نے ہی پہلے اس کا ذکر کیا ہو کہ اگر وہ ایسا کریں تو کتنا اچھا ہو- بہرحال ان کی اس خواہش یا میری فرمائش کے بعد انہوں چھبیس نومبر 1954ء کو پہلا کالم "ٹروتھ" کے لئے لکھا اور پھر اس کے بعد کچھ دیر مسلسل لکھتی رہیں- انہوں نے کالم کے لئے اپنا نام "اشاکے" (یوروبا نام) پسند کیا اور اسی نام سے کالم چھپتا رہا- اس کالم کی وجہ سے اخبار کی مقبولیت میں خاصا اضافہ ہوا- آخر عورت تھیں اور منجھی ہوئی صحافی- ان کا لکھا تو بہرحال عورتوں کو اچھا لگنا ہی تھا- کہتے ہیں نا کہ عورتیں ہی عورتوں کے مسائل کو بہتر رنگ میں سمجھ سکتی ہیں- اس کی تفصیل اخبار ٹروتھ کے صفحات میں محفوظ ہے اور میں چاہوں گا کہ کبھی کوئی شخص ان تفاصیل کو سامنے رکھ کر ان کی شخصیت کے بارے میں مفصل مضمون لکھے-

پھر کچھ دیر کے لئے ان سے رابطہ کٹ گیا- اس رابطہ کٹنے سے چند روز قبل کنگزوے سٹور کے قریب ملیں- کچھ افسردہ تھیں- افسردگی کے الفاظ میں بھی اظہار کیا لیکن اس سلسلہ میں کوئی بات نہ ہوئی کہ وہ لیگوس چھوڑ کر کہیں اور جا رہی ہیں-

انگلستان سے ایک رسالہ چھپتا تھا- اسلامک ریویو مجھے بھی یہ رسالہ دیکھنے کا موقع ملتا تھا- ایک پرچہ ملا تو دیکھا کہ اس میں مس پرٹ کا ایک خط شامل ہے اور اس خط میں لاس پامس (Las Palmas) کا پتہ ہے میں نے اس پتے پر خط لکھا تو ان کا مفصل جواب آیا- اور کسی واقف کار کو دینے کے لئے انہوں نے سپنش زبان میں جماعت کا لٹریچر مانگا- چنانچہ سپین سے آئی ہوئی کتب میں سے چند ایک میں نے ان کو بھجوا دیں- جس واقف کار کو یہ کتب دی تھیں وہ مذہب میں خاصی دلچسپی لیتے تھے چنانچہ بعد میں پرٹ نے کتابوں کے متعلق ان کے خیالات کا اظہار اپنے خطوط میں کیا اور اس بات پر انہیں مسرت ہوئی کہ ان کتابوں نے ان کے واقف کار کو خوب متاثر کیا ہے-

لاس پامس سے وہ جنوبی افریقہ چلی گئیں- وہاں قلیل سے قیام کے دوران ان کے والد صاحب وفات پا گئے اور پھر میرے بتائے ہوئے پتہ پر وہ مشرقی افریقہ چلی گئیں وہاں شیخ صالح صاحب نے ان کا احسن طریق پر خیال رکھا- اس سارے عرصہ میں مس پرٹ کی مجھ سے باقاعدہ خط وکتابت ہوتی رہی وہ ہر بات مجھے بتاتی رہیں اور ہر قدم پر باہم مشورہ کرتی رہیں- مشرقی افریقہ میں ان کی والدہ بھی وفات پا گئیں- اور اب وہ تن تنہا رہ گئیں- خیال تو انہیں پہلے بھی ہو گا- لیکن اس وقت یہ خیال آیا کہ تنہا زندگی نہ گزاری جاسکے گی- دین حق کا مطالعہ وہ دیر سے کر رہی تھیں- اور میری ان سے خط وکتابت میں یہ موضوع نمایاں ہوتا تھا- والدہ کی وفات کے بعد انہیں خیال آیا کہ وہ لیگوس مشن کے ساتھ وابستہ ہو کر باقی ماندہ زندگی گزاریں- چنانچہ جب احمدیت کی انہیں پوری طرح واقفیت حاصل ہو گئی تو بیعت فارم پر کر کے مجھے ارسال کر دیا- بارہ اپریل 1957ء کو جو خط مجھے ملا اس میں انہوں نے دین حق کے قبول کرنے کا ذکر کیا تھا- تیس مئی کو جو خط ملا اس میں بیعت فارم پر کیا ہوا تھا- چنانچہ تیس مئی ہی کو میں نے وہ بیعت فارم حضرت صاحب کی خدمت میں ارسال کر دیا-

اس دوران میں نے انہیں ربوہ جا کر حضرت صاحب سے ملاقات کی طرف توجہ دلائی اور اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ حضرت صاحب شادی کا بندوبست کر دیں گے- مرکز سے انہیں خط ملا کہ ربوہ آجائیں- کچھ دیر تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہیں لیگوس بھیج دیا جائے گا جہاں وہ نسیم سیفی کے ساتھ مل کر مشن کا کام کریں گی- اب وہ مجھے گاڈ فادر کہتی تھیں اور ان کا خیال تھا کہ تجویز چاہے کہیں سے آئے وہ اس پر غور اس وقت کریں گی جب میں ان سے کہوں گا کہ رشتہ اچھا ہے- میرے ذہن میں ایک رشتہ تھا اور میرے خیال میں عین ان شرائط کے مطابق تھا جو مس پرٹ نے مجھ سے بیان کی تھیں- یہ رشتہ تھا مکرم مبارک احمد صاحب ساقی کا چنانچہ مس میری پرٹ ربوہ آگئیں-

مبارک احمد ساقی نے میدان عمل میں میرے ساتھ کام کیا ہوا تھا- اور میں نے یہ ہمیشہ کہنے میں بہت مسرت محسوس کی ہے کہ جو اطاعت' محبت اور احترام ان میں پایا وہ مثالی تھا- میرے دل میں ان کے لئے اس وقت بھی محبت اور احترام کے جذبات تھے اور اب بھی ہیں-

ایک بات کا یہیں ذکر ہو جائے تو بہتر ہے اور وہ یہ کہ جب مس پرٹ نے احمدیت قبول کر لی تو میں نے انہیں لکھا کہ اب انہیں احمدیت کے متعلق لکھنا بھی شروع کر دینا چاہئے چنانچہ انہوں نے ایک مسودہ مجھے ارسال کیا "ایک یورپین عورت کے دین حق کے متعلق خیالات" میں نے یہ پمفلٹ نائیجیریا میں طبع کروایا اور تبشیر نے ربوہ میں اور بعد میں احمدیہ جماعت قادیان نے بھی اسے طبع کروا کے تقسیم کیا-

رشتہ کے سلسلے میں میں نے وکالت تبشیر کو لکھا اور خدا کا شکر ہے کہ کچھ گفت وشنید اور تھوڑی سی خط وکتابت کے بعد یہ رشتہ طے پا گیا- رشتہ کے طے پانے کے آخری مرحلے میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ سیفی صاحب کو لکھا جائے- اگر وہ اس رشتہ کی سفارش کرتے ہوں تو اجازت دے دی جائے-

چنانچہ یہ رشتہ ہو گیا- اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کو بابرکت کیا اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی اولاد احمدیت کی شیدائی ثابت ہوئی- ہماری اس بہن نے ساقی صاحب کی زوجیت میں ساری زندگی گزاری اور ان کے ہاتھوں میں آخری سانس لئے-

محترم ساقی صاحب نے اپنی اہلیہ محترمہ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے جو خط لکھا ہے اس کے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں "میری بیوی کے دین حق قبول کرنے میں آپ کا کافی حد تک دخل ہے اور اس کی احمدیت قبول کرنے کی سعادت تو یقیناً آپ کی مساعی کا نتیجہ تھی- اس کے بعد ہماری شادی میں آپ نے ایک اہم رول ادا کیا اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کو اس سانحہ سے خود مطلع کر دوں بجائے اس کے کہ آپ اخبارات وغیرہ میں اس ذکر کو پڑھیں- اس کے علاوہ گزشتہ کئی سالوں سے جو ہمارا تعلق آپ سے ہے اور آپ ہماری خوشی غمی میں شریک رہے ہیں آپ سے ذکر لازمی ہے- تیس سال کے لمبے عرصے کی رفاقت ایسی نہیں کہ آسانی سے بھلا دی جائے- (مکرم ساقی صاحب کی شادی جون 1958ء میں ہوئی تھی نسیم سیفی) عسر میں یسر میں ساتھ قائم رکھنا اور تکالیف کے باوجود ساتھ لگے رہنا یقیناً ایک ایسی خوبی ہے جو خداداد ہے اور یہ ناشکر گزاری ہو گی کہ اس صفت کو سراہا نہ جائے- آج اپنے اردگرد بعض لوگوں کی اولاد کو دیکھتا ہوں تو دل خدا کی حمد اور موصوفہ کے لئے شکر گزاری کے جذبات سے بھر جاتا ہے کہ غیر معمولی حالات سے دوچار ہونے کے باوجود اس نے ان بچوں کی ایسی تربیت کی کہ انہیں احمدیت کا گرویدہ بنا دیا اور کوئی بری عادت ان میں پیدا نہ ہونے دی-

12- اکتوبر کو حضرت صاحب نے جنازہ پڑھایا اور اسی روز بعد دوپہر دوکنگ احمدیہ قبرستان میں تدفین ہوئی- اس طرح نائیجیریا جنوبی افریقہ کینیا پاکستان سیرالیون اور لائبیریا کے ممالک میں سے گزرتے ہوئے آخر کار انگلستان میں آخری دم لیا-

ہمارے بچوں کو خصوصیت کے ساتھ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں- انہیں شدید صدمہ ہے- ان کا کہنا ہے کہ زندگی میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے جو شاید کبھی بھی پر نہ ہو گا"

میں سمجھتا ہوں کہ یہ حالات زندگی پڑھ کر کون ہے جو ان کے لئے دعا نہ کرے گا- میری تو ہمیشہ سے دعائیں ان کے ساتھ تھیں اور ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں گی- اللہ تعالیٰ ساقی صاحب کو صبر جمیل کی توفیق دے اور ان کے بچوں کے لئے جو خلاء پیدا ہو گیا ہے وہ روحانیت کے میدان میں پُر کرے اور ان سے وہ خدمت دین لے کہ ان کی والدہ کی روح ہمیشہ مسرت سے ہمکنار رہے آمین-

(ماہنامہ تحریک جدید)

میں اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے حضور بہت بہت دعائیں کریں کہ وہ ہماری جماعت کو اعلیٰ ترقیات عطا فرمائے ہمارے اخلاص کی کمی اور ہماری جہالت کو دور کرے ہماری روحانی جسمانی اور علمی اور مالی کمزوریوں کو بدل کر اس کے مقابل میں اعلیٰ کمالات عطا فرمائے کیونکہ وہی تمام کمالات کا منبع ہے پھر ہمارے وہ دوست جو احمدیت کی وجہ سے سخت تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ان کے لئے بھی دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور وہ جن کے ایمان ابھی اتنے مضبوط نہیں ان کے لئے بھی دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ ان کے دل کے اندر ایمان اور عرفان پیدا کرے اور وہ بھی سلسلہ کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اگر ہمارے دوست جماعت کی ترقی کے لئے اس طرح دعائیں کریں اور اپنے لئے بھی کریں تو اس کے ایسے اچھے نتائج پیدا ہوں گے جو نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہمارے دشمنوں کے لئے بھی حیرت کا موجب ہوں گے-

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل
آج کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

جمعرات 26- ستمبر 1996ء

12-00 (رات) اردو کلاس (نیا)۔
1-00 احمدیہ ٹیلی ویژن لائف سٹائل۔ المائدہ۔ بھگارے بینگن۔
2-00 نیچرل کیور۔ ہومیو پیتھی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع 96-9-25 (نیا)۔
3-00 عربی سیکھئے۔ (دوبارہ)۔
3-30 عربی پروگرام۔ قصیدہ نظم۔
4-00 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)۔
5-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)۔
6-00 درثمین حصہ 9 (دوبارہ)۔
6-30 متفرق پروگرام۔
7-00 (صبح) اردو کلاس (دوبارہ)۔
8-00 عربی سیکھئے۔ (دوبارہ)۔
8-30 عربی پروگرام۔ قصیدہ نظم۔
9-00 نیچرل کیور۔ ہومیو پیتھک کلاس۔ از حضرت امام جماعت الرابع 96-9-25 (دوبارہ)۔
10-00 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
11-00 سندھی پروگرام۔
12-00 (دوپہر) احمدیہ ٹیلی ویژن لائف سٹائل المائدہ۔ بھگارے بینگن۔
1-00 لقاء مع العرب۔ (دوبارہ)۔
2-00 اردو پروگرام۔ سیرت۔ رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ حضرت بابو قاسم دین صاحب۔
3-00 (سہ پہر) ترجمہ کلام الہٰی کلاس (سابقہ قسطیں (دوبارہ)۔
4-00 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔
5-00 چینی پروگرام۔ (-) اصول کی فلاسفی۔
6-00 (شام) نیچرل کیور۔ ہومیو پیتھی کلاس۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ 96-9-26 (نیا)۔
7-00 کوئز پروگرام۔ سیرت پر۔ از مجلس خدام الاحمدیہ۔
7-30 الزامات کے جواب از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ۔ سیشن 9 94-1-31۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 بوسنین پروگرام۔
10-00 تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔
11-00 جرمن پروگرام۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صدیق (ڈرائیور خدام الاحمدیہ پاکستان) کافی عرصہ سے جوڑوں کے درد اور مختلف عوارض کی وجہ سے علیل ہیں کمزوری اور ضعف بہت ہے اور احباب سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تبدیلی فون نمبر

○ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کا فون نمبر 557 سے تبدیل ہو کر 212972 ہو گیا احباب مطلع رہیں۔

○ دفتر وقف جدید کا فون نمبر بھی 586 سے تبدیل ہو کر 212968 ہو گیا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

DISH MASTER

ڈش خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام ہے
اسے اپنے گھر کی زینت بنا کر روحانی مائدہ سے فیضیاب ہوں
احمدیہ ٹیلی ویژن کی نشریات آپ تک صاف اور
واضح پہنچانے میں آپ کے اوّلین خدمت گار۔ ڈش ماسٹر۔ ربوہ

ڈش انٹینا کی پائیداری، گارنٹی اور بعد از فروخت سروس میں ہمارا کوئی ثانی نہیں

ہمارا نام اعلیٰ کوالٹی کا نشان
ہماری کوئی برانچ نہیں

ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
فونز: 211274 537-538
رہائش: 212487
بشارت احمد خان

* Premier Quality Orange Juice obtained from Kinnu & Malta

adcom 319/96

The Largest Food Processors in Pakistan, **Shezan International Limited**, Lahore, Karachi, Hattar.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 25- ستمبر-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 27 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 37 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے مفرور آزادی سے گھوم پھر رہے ہیں۔ مارنے کے لئے پولیس کو میرا بھائی ہی ملا؟ پولیس نے انہیں روک کر پکڑنے کی کوشش نہیں کی۔ جب تک مرتضیٰ کے قاتلوں کو سزا نہیں ملتی چین سے نہیں بیٹھوں گی۔ چیف جسٹس سے کہوں گی کہ تین ججوں پر مشتمل اعلیٰ عدالتی کمیشن قائم کیا جائے۔ مرتضیٰ بھٹو کی گاڑی پر دونوں جانب سے فائرنگ کی گئی۔ بھٹو خاندان کے دشمن انشاء اللہ ختم ہو جائیں گے۔ وزیر اعظم نے بلاول ہاؤس کراچی کے باہر سوگواروں سے خطاب کیا۔

○ بلاول ہاؤس میں وزیر اعظم اور ان کی والدہ سے اظہار تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ لوگ دھاڑیں مار کر روتے رہے۔ دونوں ماں بیٹی بدستور غم سے نڈھال تھیں۔ وزیر اعظم نے سوگواروں سے خطاب کرتے ہوئے اور آنے والوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میرے قتل کی سازش بھی تیار ہو چکی ہے۔ مرتضیٰ کا قتل دراصل بھٹو خاندان کو پاکستان کی سیاست سے ہمیشہ کے لئے باہر کرنے کی سازش کا حصہ ہے۔ جس کا اپنے والد کی طرح ہمت اور جرات سے مقابلہ کروں گی۔ وزیر اعظم نے بلاول ہاؤس میں بعض اہم شخصیات سے کافی دیر تک بات چیت کی وہ لوگوں کو عدالتی ٹریبونل کے سامنے پیش ہو کر مرتضیٰ کے قتل کے بارے میں حقائق بتانے کی تلقین کرتی رہیں۔

○ بلاول ہاؤس میں ہر شخص ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر وزیر اعظم سے تعزیت کرنے کے لئے بے چین تھا۔ جس کی وجہ سے بدنظمی اور دھکم پیل ہوتی رہی بیگم نصرت بھٹو اور بے نظیر بار بار جذبات سے مغلوب ہوتی رہیں۔ اور ٹشو پیپر سے آنکھیں صاف کرتی رہیں۔ تعزیت کرنے والوں کا باری باری قطار کی شکل میں بے نظیر اور نصرت بھٹو کے سامنے سے گزرنے کا سلسلہ دوپہر تک جاری رہا۔

○ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ اور پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ منظور وٹو نے بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی اور تعزیت کی۔

○ اپوزیشن نے قومی اسمبلی میں مرتضیٰ بھٹو کی ہلاکت پر تحریک التوا پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ مرتضیٰ بھٹو کو قتل کیا گیا۔ بے نظیر کی اجازت کے بغیر وزیر داخلہ اتنی جرات نہیں کر سکتے۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ حکومت سانحہ پر پردہ نہیں ڈالے گی۔ ظفر اللہ جمالی نے کہا کہ اب ان کا سندھ کارڈ خطرے میں پڑ گیا ہے۔ اسفند یار ولی نے کہا کہ قتل کی ذمہ دار وفاقی حکومت ہے۔ جاوید ہاشمی نے کہا کہ وزیر داخلہ بتائیں کہ سندھ میں اب کیا نعرے لگ رہے ہیں۔ وفاقی وزیر جہانگیر بدر نے کہا کہ یہ ہمارے دکھ کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے غضنفر گل نے کہا کہ یہ بھٹو خاندان کے خلاف سازش ہے اسمبلی اور ہماری رکنیت کو کوئی خطرہ نہیں۔

○ مرتضیٰ بھٹو کی بیوہ غنویٰ بھٹو نے کہا ہے کہ انہیں شک ہے کہ مرتضیٰ پر فائر کرنے والے ایس ایچ او کلفٹن حق نواز سیال نے اس واقعے کا رخ بدلنے کے لئے خود اپنے آپ کو گولی ماری ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کو کہا گیا ہے کہ اپنے حامیوں سے کہیں کہ مرتضیٰ کی ہلاکت کا الزام کسی پر عائد نہ کریں۔

○ غیر ملکی جرائد نے مرتضیٰ بھٹو کے قتل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ یقین کر لینا مشکل ہے کہ پولیس کا دستہ کسی اشارہ کے بغیر وزیر اعظم کے بھائی کو ہلاک کرنے کی جرات کر سکتا ہے۔ اس بات کا کوئی عینی شاہد نہیں کہ فائرنگ کی ابتداء مرتضیٰ کے محافظوں کی طرف سے ہوئی۔

○ صدر مملکت اور اپوزیشن لیڈر میاں نواز شریف کی ملاقات 26 ستمبر کو متوقع ہے۔ ملاقات اڑھائی بجے ایوان صدر میں ہو گی۔ مسٹر نواز شریف احتسابی نظام کے لئے تجاویز پر شکریہ ادا کریں گے۔ اور تعاون کا یقین دلائیں گے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ احتسابی نظام کے بارے میں صدر مملکت کے خط پر ہونے والا قومی اسمبلی کا اجلاس اس بارے میں فیصلے تک جاری رہے گا۔ منگل کے روز سپیکر نے قومی اسمبلی کا اجلاس محض 50 منٹ تک جاری رکھنے کے بعد اتوار کی شام چار بجے تک کے لئے ملتوی کر دیا۔ قانون کے وزیر مملکت مسٹر رضا ربانی نے کہا کہ اہم آئینی نکات پر غور کے لئے وقت چاہئے۔ سپیکر نے اتوار تک کی مہلت دے دی ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے قومی اسمبلی کے سپیکر کو صدر کی احتسابی کمیشن کی تجویز کے بارے میں کہا کہ نیک نامی کا موقع ضائع نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ جناب سپیکر ہم آپ کی ہدایت اور فیصلے کے منتظر ہیں۔ صدر کے ریفرنس پر اپوزیشن کو اعتماد میں لیں۔ ملتان میں آپ کے ساتھ پیش آنے والے واقعے پر ہمیں افسوس ہے۔

○ سپیکر قومی اسمبلی نے کہا ہے کہ میں اجلاس کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرنے والا تھا مگر اب نہیں کروں گا۔ باہر بھی نہیں جاؤں گا۔

○ اپوزیشن مسلم لیگ نے کہا ہے کہ صدر نے کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا اقدام کیا ہے۔ تاریخ انہیں کریڈٹ دے گی۔ عوامی امنگوں کی ترجمانی پر صدر مملکت کو مبارکباد دیتے ہیں۔ احتسابی کمیشن کو آئین کا حصہ بنانے کے لئے بھرپور کردار ادا کریں گے۔

○ عالمی بینک کے نائب صدر شاہد حسین نے کہا ہے کہ پاکستان میں کرپشن کا مسئلہ انتہائی سنگین ہو گیا ہے۔ صدر کی طرف سے احتسابی کمیشن کی تجویز درست اور بروقت ہے۔

○ سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس نسیم حسن شاہ نے کہا ہے کہ احتسابی کمیشن کے متعلق صدر کا اقدام خوش آئند ہے۔

○ مرتضیٰ بھٹو کے قتل پر کراچی میں احتجاجی مظاہروں میں دو پولیس چوکیاں جلا دی گئیں۔

عورتوں اور بچوں کی شافی علاج گاہ
جنبہ ہومیو ہسپتال
24 گھنٹے سروس
32/2 دار البرکات ربوہ فون نمبر 211219

ضروری اعلان
ہمارا دواخانہ مطب حمید مشہور دواخانہ 14/2 دار البرکات سے تبدیل ہو کر چند قدم آگے کوٹھی نمبر 1 دار العلوم چلا گیا ہے۔ فون نمبر: 212755
مینیجر: مطب حمید مشہور دواخانہ اقصیٰ چوک ربوہ
فون نمبر دکان: 212855

ضرورت ڈپلومہ ہولڈرز
ہمیں اپنی فیکٹری واقع جہلم کے لئے گورنمنٹ کے منظور شدہ ادارے سے ۳ سالہ ڈپلومہ ہولڈرز کی ضرورت ہے۔ کم از کم ابتدائی تنخواہ تین ہزار روپے ماہانہ۔ سابقہ تجربہ اور اضافی قابلیت پر بڑھائی جا سکتی ہے۔
مفت سنگل رہائش اور دیگر مراعات مثلاً میڈیکل، گریجوئٹی، پنشن، سالانہ چھٹیاں لیبر قوانین کے مطابق۔ تصدیق شدہ درخواستیں معہ کوائف۔
پاکستان چپ بورڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ
پوسٹ بکس ۱۸ جہلم
فون نمبر 0541-622428-29

بہترین جدید اور روایتی زیورات کا مرکز
انوار گولڈ سمتھ
نند الائیڈ بنک اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 213100

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا با اعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. FOREIGN EXCHANGE CENTRE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL. (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

ضروری اعلان، جن احباب کو ڈش انٹینا کا صحیح رزلٹ حاصل نہیں ہو رہا وہ جلد رابطہ کریں تاکہ صحیح رزلٹ لانے میں انکی مدد کی جا سکے۔
فون: 212974
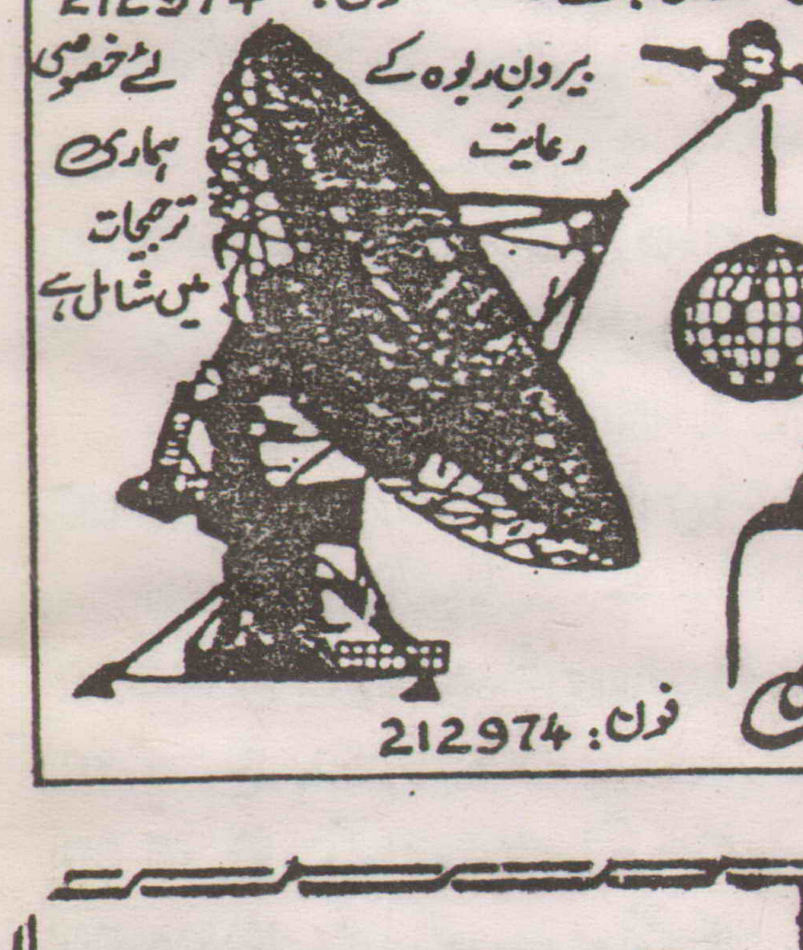
بیرون ربوہ کے لئے خصوصی رعایت
ہماری ترجیحات میں شامل ہے
یہ ضرور دیکھیں کہ: • ڈش کتنے فٹ کی ہے۔ • LNB کون سی ہے • ریسیور کونسا ہے
ہر سائز کا ڈش انٹینا خریدنے کیلئے اعتماد کا نام
• بہترین میٹریل • شاندار رزلٹ
الطاہر سیٹلائٹ سسٹم
بوٹا مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 212974

تریاق معدہ
خرابی ہضم کا موثر علاج
کھانا ہضم کرتا، بھوک بڑھاتا، طبیعت کو شگفتہ اور بحال رکھتا ہے۔
ایک شیشی ہمیشہ گھر میں رکھیے! پیٹ کے جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

ضرورت ہے
ہمیں اپنی فیکٹری کیلئے درج ذیل آسامیوں کی ضرورت ہے۔
۱- خدمت گار (OFFIC PEON)
۲- آفس ورکر (کلرک) عمر ۲۵ تا ۳۵ سال
پتہ برائے رابطہ:
پٹھہ کمانی فیکٹری
گلی ۲ کوٹ شہاب الدین جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور
فون: 7932514
7932515